جلد ۴۹/۱۴ ۹ ظہور ۱۳۳۹ ہش ۹ اگست ۱۹۶۰ء نمبر ۱۸۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاعات

از محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ایبٹ آباد

(۱) ایبٹ آباد ۶ اگست بوقت ۸ بجے شب بذریعہ فون

رات حضور کو نیند اچھی آگئی۔ آج دن بھر طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔

(۲) ایبٹ آباد ۷ اگست بوقت ½۸ بجے شب بذریعہ فون

"رات حضور کو نیند آگئی اور آج دن بھر طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی"۔

احباب جماعت خاص توجہ التزام اور درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ کام والی لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین۔

مغربی پاکستان میں اشیائے صرف کے ستر کارخانے قائم ہوں گے

چند روز تک مرکزی حکومت کو منصوبہ پیش کر دیا جائے گا۔ چار کروڑ روپے کے مجموعی مصارف کا اندازہ

لاہور ۸ اگست۔ حکومت مغربی پاکستان نے صوبے میں عام اشیائے صرف کی پیداوار زیادہ سے زیادہ کر دینے کے لئے ایک صنعتی پروگرام تیار کیا ہے۔ اس پروگرام کی تفصیلات طے کر لی گئی ہیں۔ اسے آخری منظوری کے لئے اگست کے وسط میں مرکزی حکومت کو پیش کر دیا جائے گا۔ اس سارے منصوبہ پر چار کروڑ روپے کے مصارف کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ اس غرض سے دوسرے ملکوں سے مشینری کی درآمد پر ایک کروڑ پچاس لاکھ روپے کا زرمبادلہ خرچ ہوگا۔ یہ رقم تین کروڑ پچاس لاکھ کی اس مجموعی رقم میں سے خرچ کی جائے گی۔ جو مرکزی حکومت نے زرمبادلہ میں سے دونوں صوبوں کے لئے مختص کی ہے۔ اس سکیم کے تحت صوبے میں بیس صنعتی مراکز قائم کئے جائیں گے۔ ان میں عام اشیائے صرف تیار کرنے کے ستر کارخانے لگائے جائیں گے تاہم کسی بھی صنعتی یونٹ کو مشینری کی درآمد کے لئے پانچ لاکھ روپے سے زائد کا زرمبادلہ نہیں دیا جائے گا۔ حکومت مشینری کی درآمد کے علاوہ ان کارخانوں میں تیار ہونے والے مال کے لئے ضروری خام اشیاء کی درآمد کا بھی انتظام کرے گی۔ جو خام مال مقامی طور پر حاصل ہو سکتا ہے اس کے لئے اور اوزاروں وغیرہ کے لئے سرمایہ صنعت کاروں کو لگانا ہوگا ہر کوئی صنعت کار ان کارخانوں کی تعمیر میں حصہ لے سکیگا۔ مگر حکومت اس بات کی حوصلہ افزائی کرے گی کہ چھوٹے صنعت کار امداد باہمی کی صورت میں ایسے کارخانے قائم کرنے کے لئے آگے بڑھیں۔ اس پروگرام کے تحت جو اشیائے صرف تیار کی جائیں گی۔ ان میں نہانے دھونے کا سامان کپڑا۔ بجلی کا سامان بجلی اور پانی کے میٹر آلات جراحی اور سائنسی اوزار شامل ہیں۔ ان کے علاوہ آٹے اور چاول کے ملز چمڑے کے کارخانے لکڑی کے خراد سنگ مرمر اور سلیٹ کے کارخانے موٹروں کے فالتو پرزے اور ایئر کنڈیشننگ اور ریفریجریٹر کے سامان کے کارخانے بھی قائم کئے جائیں گے۔

کیوبا کی حکومت نے امریکہ کی باقی ماندہ املاک پر بھی قبضہ کر لیا

وزیر اعظم کاسترو کی طرف سے "امریکی سامراج" کی مذمت

ہوانا ۸ اگست۔ کیوبا کی حکومت نے امریکہ کی باقی ماندہ املاک پر بھی قبضہ کر لیا ہے ان املاک کی قیمت نوے کروڑ ڈالر کے لگ بھگ ہے۔ وزیر اعظم کاسترو نے "امریکی سامراج" کی شدید مذمت کی ہے۔ آج کیوبا میں جن امریکی املاک پر قبضہ کیا گیا ان میں کیوبن الیکٹرک کمپنی (جو سارے جزیرہ کو بجلی مہیا کرتی ہے) کیوبن ٹیلیفون کمپنی ایسو سٹینڈرڈ آئل ٹیکساکو آئل کمپنی سنکلیر آئل کمپنی اور چینی کے کارخانے شامل ہیں۔ وزیر اعظم کاسترو نے اعلان کیا ہے کہ جن املاک پر قبضہ کیا گیا ہے۔ ان کا بانڈز کی شکل میں معاوضہ ادا کیا جائے گا جو پچاس سال میں واجب الادا ہوں گے وزیر اعظم نے کہا آئندہ کیوبا کے خلاف امریکہ جو اقدامات کرے گا انہیں ناکام بنانے کے لئے مزید کارروائیاں بھی کی جائیں گی۔

وزیر اعظم کاسترو نے کل رات ہوانا میں لاطینی امریکی یوتھ کانگرس کے آخری اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے "امریکی سامراج" کی شدید مذمت کی۔

مسافروں سے بھری ہوئی کشتی الٹ گئی

۹۸ آدمی ہلاک صرف دو زندہ بچے

نئی دہلی ۸ اگست۔ اخبار اسٹیٹسمین کی اطلاع کے مطابق پرسوں شام ضلع بنارس میں زمن گھاٹ کے قریب ایک بڑی کشتی دریائے گھاگھرا میں ڈوب گئی۔ اس کشتی میں کل ایک سو افراد سوار تھے۔ ان میں سے صرف دو آدمی ہی بچے ہیں باقی سب ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔

امریکہ میں تبلیغ اسلام۔ عالم اسلامی کی مشکلات

احمدیہ مشنریز کلب کے زیر اہتمام فاضلانہ تقاریر

ربوہ ۸ اگست۔ کل شام یہاں احمدیہ مشنریز کلب کا ہفتہ وار اجلاس مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر قائمقام وکیل التبشیر کی زیر صدارت کمیٹی روم تحریک جدید میں منعقد ہوا۔ جس میں تلاوت قرآن مجید کے بعد جو مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب خلیل سابق مبلغ شرقی افریقہ نے کی۔ پہلے مبلغ امریکہ مکرم سید جواد علی صاحب نے "اہل امریکہ کی اسلام میں بڑھتی ہوئی دلچسپی" کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کی۔ تقریر بہت معلومات افزا اور دلچسپ تھی۔ دوران تقریر میں آپ نے وہاں تبلیغ اسلام کی راہ میں بعض مشکلات پر بھی عمدہ پیرائے میں روشنی ڈالی۔ تقریر کے بعد دیر تک سوال و جواب کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ آخر میں مکرم چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ فلسطین نے "مشاکل العالم الاسلامی" کے موضوع پر عربی زبان میں ایک فاضلانہ تقریر کی۔ ہر دو تقاریر کے بعد مغرب سے قبل یہ بابرکت اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

حضرت سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۸ اگست۔ حضرت سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ ہفتہ کی رات کچھ بے چینی سے گزری۔ البتہ گزشتہ رات افاقہ رہا۔ اس وقت طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔

احباب جماعت خاص التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ موصوفہ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۹ اگست ۱۹۶۰ء

دُعا

"دُعا اور اس کے اثرات" کے زیر عنوان ایک مضمون اہلِ حدیث ہفت روزہ الاعتصام میں شائع ہُوا ہے۔ ہم اس کو الفضل کی اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ نقل کر رہے ہیں۔

جو مسلمان مغربی فلسفہ اور سائنس سے متاثر ہیں وہ دعا کے بھی منکر ہیں۔ چنانچہ یہاں جو نیچر تحریک سرسید مرحوم کے زیر اثر چل رہی ہے وہ خاصتہً دعا کی تاثیر سے انکار پر مصر ہے۔ اور وہ دعا کی جو توجیہہ کرتے ہیں وہ صرف اس قدر ہے کہ دعا سے انسان کے قلب کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

یہ درست ہے کہ دعا سے انسان کے قلب کو اطمینان حاصل ہوتا ہے لیکن اگر دعا میں کوئی تاثیر نہ مانی جائے تو یہ خیال خود بخود باطل ہو جاتا ہے کہ اس سے قلب کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ آخر اطمینان قلب کوئی وہم نہیں ہے اگر یہ محض ایک وہم ہے تو اس کو اطمینان کہنا ہی غلط ہے کوئی چیز جس کو ہم وہم تجویز کریں حقیقی اطمینان نہیں دے سکتی آخر انسان جس کو وہ وہم خیال کرتا ہو اس سے تسکین کس طرح حاصل کر سکتا ہے۔ تسکین قلب تو اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب ہم کو وہم نہیں بلکہ حقیقت کا یقین ہو۔

مثلاً اگر کوئی شخص ہم سے وعدہ کرے کہ فلاں چیز جس کی ہم کو ضرورت ہے دے دیگا تو ہمارے قلب کو اسی وقت تسکین حاصل ہوگی۔ جب وہ چیز ہم کو مل جائے گی اور اگر اس سے پہلے کچھ تسکین اور تسلی ہوگی تو اس یقین سے ہوگی کہ وہ چیز ہم کو ضرور مل جائیگی ہمارا پہلا تجربہ کہ وہ شخص ضرور اپنا وعدہ پورا کرتا ہے۔ ایک ٹھوس وجہ اس تسکین کی بن جائے گا۔ لیکن اگر ہمارا تجربہ یہ ہو کہ اس شخص نے کبھی اپنا وعدہ پورا ہی نہیں کیا اور ہمارے دل میں یقین ہو کہ وہ اپنا وعدہ پورا نہیں کرے گا۔ تو محض یہ وہم کہ شاید وہ اپنا وعدہ پورا کر دے۔ ہمیں کبھی باعث تسکین نہیں ہو سکتا۔ غالب کا ایک مشہور شعر ہے ؎

ترے وعدے پر جیئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

اس شعر میں دونوں کیفیتوں کو شاعرانہ رنگ میں بیان کیا گیا ہے شاعر کہتا ہے۔ کہ ہم تیرے وعدے کے باوجود زندہ ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم کو اعتبار ہی نہیں تھا کہ تو اپنا وعدہ پورا کرے گا کیونکہ اگر ہم کو یہ یقین ہو جاتا اور تیرے وعدے پر اعتبار کر لیتے۔ تو خوشی سے مر جاتے۔

الغرض حقیقت اور وہم میں بلحاظ اعتبار اور اطمینان قلب کے تضاد کی حد تک اختلاف ہے۔ اس لئے جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دعائیں پوری نہیں ہوا کرتیں۔ کیونکہ اس طرح یہ نقص پیدا ہوتا ہے۔ لیکن دعا کا انکار بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اگر انکار کریں تو مذہب کے ایک رکن سے انکار کرنا پڑتا ہے اس لئے ایسے لوگوں نے جو دراصل مادہ پرست ہوتے ہیں۔ ایک من مانی توجیہہ کرلی ہے۔ کہ دعا کا ویسے تو کوئی فائدہ نہیں۔ اور خدا تعالیٰ دعائیں کبھی قبول نہیں کرتا۔ البتہ اس سے دل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

اتنی بودی توجیہہ ہے کہ کسی عقلمند انسان سے ایسی توجیہہ کی توقع نہیں ہو سکتی۔ اطمینان قلب تو کہتے ہی ایسی حالت کو ہیں جب قلب کو اس کی مطلوبہ چیز حاصل ہو جاتی ہے۔ نرا وہم تو ایسی حالت پیدا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :-

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي۔

(سورہ فجر ۲۸ تا ۳۱)

یعنی اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف جو خوش ہونے والا ہے اور پسند کیا گیا ہے لوٹ آ میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

الغرض جس قلب مطمئنہ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔ اور جس کو اس کے قرب کا یہ مقام حاصل ہوتا ہے کیا اس کی بنیاد محض اس وہم پر ہے جس کا دعوے یہ لوگ کرتے ہیں۔ حقیقت یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں جو دعائیں کی جاتی ہیں۔ وہ نہ صرف دعائیں کرنے والے کے مقام کا پتہ دیتی ہیں۔ بلکہ خود اللہ تعالیٰ کے وجود کا واضح ترین ثبوت ہیں۔ اگر دعائیں قبول نہیں ہوتیں اور محض وہمی طور پر اطمینان قلب کا باعث ہوتی ہیں تو ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے دعا اسی وقت دعا سمجھی جا سکتی ہے جب اس سے کوئی ٹھوس فائدہ مترتب ہوتا ہو اور ایک فائدہ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان ہے۔ اگر دعائیں کریں اور دعائیں کبھی قبول نہ ہوں تو اس سے یہی لازم آئے گا کہ جس کے آگے دعائیں کی جاتی ہیں وہ کوئی وجود فی الاصل ہے ہی نہیں اگر ہوتا تو کبھی نہ کبھی وہ جواب دیتا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حقیقت کو ایک مثال سے بیان فرمایا ہے۔ آپؑ نے ایک کوٹھڑی کی مثال دی ہے۔ جو اندر سے بند ہے۔ اگر اس کوٹھڑی میں پکارا جائے تو اگر اندر کوئی موجود ہے تو یقیناً وہ ہماری آواز کو سنے گا اور اس کا جواب دے گا لیکن اگر ہزار پکارنے پر بھی اندر سے کوئی جواب نہ آئے تو سمجھ لیا جائے گا کہ اندر کوئی نہیں ہے اور دروازہ کسی حکمت سے بند کیا گیا ہے۔ اس طرح دعا اللہ تعالیٰ کے وجود کا بہترین ثبوت ہے اور ایسی شہادت ہے کہ اگر یہ نہ ہوتی تو عام انسان کو اس کے وجود کا کوئی علم ہو ہی نہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

ادعونی استجب لکم

یعنی مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا۔ ظاہر ہے کہ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ دعا کرنے سے تجھ کو محض ایسا اطمینان حاصل ہوگا۔ جس کی بنیاد نہیں بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ تمہاری دعائیں فی الواقعہ قبول ہوں گی۔ تاہم جیسا کہ مضمون منقولہ سے واضح ہوتا ہے دعا کرنے کے لئے خلوص دلی کی ضرورت ہے ہمیں یہ سمجھنا چاہیئے کہ جب ہم دعا کرتے ہیں۔ تو ہم شہنشاہوں کے شہنشاہ خالق کائنات قادر مطلق خدا تعالیٰ کے حضور کھڑے ہیں۔ کیا جب آپ کسی دنیوی آقا کے سامنے جاتے ہیں۔ تو وہاں بغیر ادب اداب کے اور بغیر سوچے سمجھے ذرا ذرا سی بات کے لئے درخواست کر دیتے ہیں۔ جب دنیوی آقاؤں سے درخواست کرنے کیلئے آداب کی ضرورت ہے تو مالک کائنات کے حضور دعا کرنے کے بھی کچھ اداب ہوتے ہیں۔ پھر ہم ایسے کسی شخص سے کبھی کچھ نہیں مانگتے جس کے متعلق ہمیں یقین ہو کہ اس کے ساتھ ہماری عداوت ہے اور ہمیں یقین نہ ہو کہ وہ ہماری خواہش پوری کر سکتا ہے۔ اس لئے رب العزت کے حضور دعا کرنے اور اس کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اپنا دوست بنائیں اور تمام معاندانہ خیالات اپنے دل سے نکال دیں اور نہایت خلوص دل سے یہ یقین رکھتے ہوئے کہ وہ قادر مطلق ہے۔ اور ہماری حاجات پوری کر سکتا ہے اس کے آگے ہاتھ پھیلائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں مضطر کی دعا سنتا ہوں تاہم وہ اسی کی دعا سنتا ہے۔ جو اس پر کامل ایمان رکھتا ہے اور ایک مضطر کم از کم اضطراری حالت میں واقعی ایسی کیفیت میں غرق ہوتا ہے کہ وہ اپنی حاجت روائی کے لئے سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی چارہ نہیں دیکھتا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی دعا بھی نہیں سنتا جو کفران نعمت کا مرتکب ہوتا ہے اور جس حاجت کے لئے وہ دعا کرتا ہے اس کے پورا کرنے کے وہ ظاہری طریقے ترک کر دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمانیت سے اس کے لئے مہیا کئے ہیں۔ ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آزمائش کرنے کے لئے جھوٹوں دعا کرتے ہیں۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ بھی بے پرواہی برتتا ہے مثلاً یہ نہیں ہو سکتا کہ کھانا ہمارے سامنے پڑا ہو اور ہم دعا کریں کہ بغیر ہاتھ ہلائے یا اور کوئی مادی طریق جو ہمارے امکان میں ہے استعمال کئے کھانا ہمارے منہ میں آ جائے یہ دعا نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمسخر کرنا ہے۔ البتہ بعض عباد اللہ جیسا کہ اس کے رسول ہیں۔ ان کی صداقت ثابت کرنے کے لئے وہ ایسی دعائیں بھی قبول کرتا ہے۔ مگر یہ علیحدہ بات ہے عام طور پر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی دعائیں اور ایسی دعائیں قبول کرتا ہے جو نہایت سنجیدگی اور خلوص دلی سے اس حالت میں مانگی جائیں۔ کہ ہماری تمام دنیاوی تدابیر جو ہم کر سکتے ہیں فیل ہو جائیں۔ الغرض تمام کاموں کی طرح دعا کے لئے بھی ایک صراط مستقیم ہے۔ جب تک ہم اس صراط مستقیم کو اختیار نہ کریں اس وقت تک دعا کے اثرات ظاہر نہیں ہو سکتے۔ دعا کا مضمون نہایت وسیع ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس کے متعلق بہت کچھ فرمایا ہے۔ ان کا مطالعہ کرنے سے ہم دعا کے اداب جان سکتے ہیں۔

درخواست دُعا

شدت گرمی کی وجہ سے میری بے چینی اور کمزوری میں بہت اضافہ ہو گیا ہے جماعت کے بزرگوں اور دیگر احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار ۔ کیپٹن (ڈاکٹر) محمد رمضان
محلہ دار الصدر غربی۔

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۱ اپریل ۱۹۴۶ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں ادارہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

ایک حدیث کا مفہوم

فرمایا:۔

احادیث میں جو من قُتل دون مالہٖ وعرضہٖ فھو شھید آتا ہے اس کا مفہوم سمجھنے میں بالعموم لوگ غلطی کر جاتے ہیں۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ اس جگہ

شہادت سے مراد

وہی مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہید ہونے والوں کو میسر آتا ہے۔ حالانکہ یہ درست نہیں من قتل دون مالہٖ وعرضہٖ فھو شھید میں "من" عمومیت پر دلالت کرتا ہے۔ جس میں ایک ہندو بھی شریک ہو سکتا ہے اور ایک عیسائی بھی اپنے مال اور عزت کی حفاظت کرتے ہوئے جان دے سکتا ہے۔ اور ایک دہریہ بھی اپنے مال اور عزت کی خاطر جان دے سکتا ہے۔

دنیا میں ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ خدا اور اس کے رسول کو گالیاں دینے والے اپنی عزت اور اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے جان دیدیتے ہیں پھر کیا ہم ان سب کو شہید کہیں گے میرے نزدیک اس جگہ

شہید بمعنی مشہور ہے

یعنی ایسے رنگ میں مرنے والے کا لوگوں میں بہت چرچا ہوتا ہے۔ اگر کسی جگہ کوئی شخص چوروں یا ڈاکوؤں کا مقابلہ کرتا ہوا مارا جائے تو ارد گرد کے لوگ وہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی بہادری کے کام کی تعریف کرتے ہیں اور چاروں طرف سے اس کی طرف انگلیاں اٹھتی ہیں۔ پس یہ شہادت دنیوی عزت کا نام ہے روحانی عزت کا نام نہیں۔ فرض کرو کسی نے کوئی بڑا کارنامہ کیا۔ مثلاً کسی جگہ ڈاکہ پڑا اور اس نے بڑی جرأت اور بہادری دکھائی اور ڈاکوؤں کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا۔ تو سب لوگ کہتے ہیں کہ اس نے بہت اچھا کام کیا دوسرے لوگوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے

اس کی ایسی ہی مثال ہے

جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حب الوطن من الایمان اب کیا صرف مومن ہی وطن سے محبت کرتا ہے۔ یہودی عیسائی یا ہندو وطن سے محبت نہیں کرتے۔ اور اگر کرتے ہیں تو صرف اس حب الوطنی کی وجہ سے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ ہندو یا یہودی یا عیسائی بھی وطن سے محبت کرتے ہیں۔ اس لئے وہ مومن ہوگئے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے مومن کی بعض اور علامتیں ہیں کہ وہ سچ بولتا ہے۔ اچھے اخلاق سے پیش آتا ہے اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتا ہے۔ اسی طرح مومن کی ایک یہ خصوصیت بھی ہے کہ وہ وطن سے محبت کرتا ہے۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ اسلامی اصطلاح میں تو شہید کے ایک ہی معنی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ:۔

جس طرح

صلوٰۃ کے دو معنی

ہیں اور دونو اسلامی اصطلاح میں پائے جاتے ہیں۔ ایک تو صلوٰۃ کے معنے نماز کے ہیں اور دوسرے دعا کے ہیں۔ اور یہ دونوں معنے اپنے سیاق وسباق سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح لفظ شہید کا بھی سیاق وسباق دیکھنا پڑیگا اور چونکہ اس کے ساتھ مَنْ ہے جو عمومیت پر دلالت کرتا ہے اور ہندو، یہودی۔ عیسائی اور دہریہ سب کو اپنے اندر شامل رکھتا ہے۔ اس لئے ہم اس شہادت کے معنی شہادت اسلامی کے خلاف کسی اور شہادت کے کرنے پر مجبور ہیں۔

صحابی کی تعریف

ایک دوست نے صحابی کی تعریف دریافت کی حضور نے فرمایا۔

اس کے لفظی معنی تو یہ ہیں کہ جسے کسی کے پاس بیٹھنے یا اس کی صحبت میں رہنے کا موقعہ ملے۔ لیکن اسلامی اصطلاح میں ان لوگوں کو صحابہ کہا جاتا ہے۔ جو نبی کے فیض صحبت کو حاصل کرنے والے ہوں

عرض کیا گیا کہ کتنی صحبت پانے والا صحابی کہلا سکتا ہے حضور نے فرمایا

اسماء الرجال والوں نے جو بحث کی ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ صحابی کی یہ تعریف کی ہے کہ جس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو بحالت ایمان دیکھا ہو۔

معجزہ شق القمر

ایک دوست نے عرض کیا کہ معجزہ شق القمر کی کیا حقیقت ہے آیا وہ کشف تھا یا ظاہر میں بھی ایسا ہی واقعہ ہوا تھا۔

حضور نے فرمایا:۔

وہ کشف ہی تھا جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سرخ سیاہی کے چھینٹے پڑے اور بعض دوسرے آدمی بھی اس میں شامل ہو گئے اسی طرح

وہ بھی کشف تھا

جس میں کفار بھی شامل تھے۔ ورنہ اگر ظاہری طور پر انشقاق قمر ہوتا تو دنیا تباہ ہو جاتی ہے۔ چاند سورج اور دوسرے اجرام فلکی یہ سب کے سب ایک نظام کے ماتحت ایک سلک میں منسلک ہیں اگر ان میں سے کوئی اپنی حالت پر قائم نہ رہے تو دنیا تباہ ہو جائے اقتربت الساعۃ وانشق القمر میں ساعت سے مراد عربوں کی حکومت کی تباہی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ آج مسلمان تمہیں کمزور نظر آتے ہیں لیکن یہی کمزور تم پر غالب آئیں گے۔ اور تمہارا نظام اس طرح تباہ ہو جائے گا جس طرح اجرام فلکی میں جو نظام ہے، اس کے درہم برہم ہونے سے تباہی آتی ہے۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ کیا مولوی محمد علی صاحب بھی صحابی ہیں حضور نے فرمایا ہاں صحابیت تو ایک واقعہ ہے۔ اس کا کس طرح انکار ہو سکتا ہے۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ حضور مجھے خواب میں ملے ہیں اور حضور نے میرے کان میں کہا ہے کہ میں مامور من اللہ ہوں۔ حضور نے فرمایا خواب والے نے کہا ہوگا۔ میں نے تو کبھی نہیں کہا کہ میں مامور من اللہ ہوں۔

سفر کی حد

ایک دوست نے عرض کیا کہ سفر کی حد کتنی ہوتی ہے؟

حضور نے فرمایا:۔ جسے عرف عام میں سفر کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ وہ بھی سفر ہی ہے۔ جس کے متعلق گھر سے عورتیں یہ کہیں کہ "وہ ڈھنڈے گئے ہوئے ہیں" یعنے سفر پر گئے ہوئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ دین اور اس کی تفصیلات پر عمل کی بنیاد تقوےٰ پر ہوتی ہے۔ جو شخص یہ نیت کر کے نکلے کہ میں سفر پر جا رہا ہوں۔ تو اس کے لئے وہ فاصلہ سفر ہی سمجھا جائے گا۔ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

قرآنی معارف کا علم

ایک دوست نے عرض کی کہ جو معارف قرآنیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں یا حضور بیان فرماتے ہیں کیا یہ رسول کریم کو بھی معلوم تھے؟

حضور نے فرمایا:۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو تو اس سے بہت بڑھ کر علم تھا۔ البتہ کسی پیشگوئی کی تفصیلی کیفیت کا مستحضر نہ ہونا اور بات ہے وہ مخفی رہ سکتی ہے مگر

معارف قرآنیہ کا اصولی علم

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ تھا ہاں تفصیلات آہستہ آہستہ اپنے زمانہ کے مطابق ظاہر ہوتی چلی جاتی ہیں۔ جیسے ایک مصور یا ایک آرٹسٹ جس نے پرندے کی شکل دیکھی ہے وہ اس کی تصویر کھینچ سکتا ہے۔ لیکن جس نے شکل نہیں دیکھی وہ اس کی تصویر نہیں کھینچ سکتا۔ اسی طرح پیشگوئیوں کی وہ تفصیلات جو اب ظاہر ہو رہی ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کس طرح بیان کر سکتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے کہ وہ تین کو چار کرے گا۔ اب اس کی تشریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سمجھ میں نہیں آئی۔ تو اس سے آپ کی کوئی ہتک تو نہیں ہو گئی۔

مہر نبوت

ایک دوست نے عرض کی کہ کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی؟

حضور نے فرمایا:۔

ہاں ایک مسّہ تھا اور پرانی پیشگوئیوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ علامت بیان کی گئی تھی۔ کہ آنے والے موعود کے کندھوں کے درمیان مسّہ ہوگا۔ چونکہ یہ مسّہ آپ کی نبوت پر مہر کرتا تھا اور آپ کی صداقت کی ایک دلیل تھا اس لئے لوگوں نے اس کا نام بھی مہر نبوت رکھ لیا ورنہ خاتم النبیین کے مفہوم سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

مسجد ضرار سے کیا مراد ہے

ایک دوست نے پوچھا کہ مسجد ضرار سے کیا مراد ہے۔ اور کیا اب بھی کوئی مسجد مسجد ضرار کہلا سکتی ہے؟

حضور نے فرمایا۔

مسجد ضرار وہ مسجد ہوگی جو اس لئے بنائی جائے کہ اس کے ذریعہ اسلام کو نقصان پہنچایا جائے ابتدا میں یہ نام اس مسجد کو دیا گیا تھا جو مدینہ کے منافقین نے مدینہ کے قریب ہی بنائی تھی۔ منافقین نے یہ عذر پیش کیا کہ ہم دور رہتے ہیں اور مسجد نبویؐ ہم سے فاصلہ پر ہے وہاں آنے جانے میں ہمارے کاموں کا بہت

حرج ہوتا ہے۔ ہمیں اس جگہ مسجد بنانے کی اجازت دی جائے۔ لیکن اصل مقصد ان کا یہ تھا۔ کہ ہم اس میں اکٹھے ہو کر بیٹھیں۔ اور مسلمانوں کے خلاف تدابیر سوچتے رہیں کیونکہ دوسری جگہوں میں جمع ہونے سے وہ ڈرتے تھے کہ کہیں پکڑے نہ جائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مجبوری کی وجہ سے انہیں مسجد بنانے کی اجازت دیدی جب وہ مسجد بن گئی۔ تو اس میں تمام منافقین اور یہودی اور عیسائی جمع ہوتے اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے آخر انہوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے یہ منصوبہ کیا۔ کہ عیسائی بادشاہ کے متعلق یہ مشہور کیا جائے کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اور مسلمان تیاری کر کے رومی سرحد کی طرف جائیں گے۔ جب وہ ادھر کو بڑھیں گے تو رومی حکومت یہ سمجھے گی۔ کہ مسلمان ہم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ اور اس طرح ان کی آپس میں جنگ چھڑ جائیگی چنانچہ

اس منصوبہ کے ماتحت

مدینہ کے ارد گرد افواہیں پھیلنی شروع ہوئیں۔ کہ قیصر کی فوجیں بڑھتی آرہی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دے دیا اور دس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر رومی سرحد کی طرف گئے۔ لیکن آگے جا کر معلوم ہوا کہ کوئی فوج وغیرہ نہیں تھی۔ بلکہ محض افواہیں تھیں۔ آپؐ وہاں سے واپس لوٹے۔ پیچھے مدینہ میں منافقوں نے مشہور کر دیا۔ کہ مسلمان سب کے سب لڑائی میں تباہ ہو گئے ہیں تاکہ مدینہ کے مسلمانوں میں ابتری پھیل جائے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ سے لوٹ کر آرہے تھے تو منافقین اور ان کے ساتھیوں نے کچھ آدمی اس رستہ پر جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے تھے جھاڑیوں کے پیچھے چھپا دیئے تاکہ وہ اچانک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کر کے آپؐ کو شہید کر دیں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خبر دے دی۔ کہ فلاں رستہ سے نہ گزرنا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کو بتا دیا کہ فلاں رستہ سے گزرنا ٹھیک نہیں لہذا آپؐ صحابہؓ سمیت دوسرے رستے سے گزر گئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کے متعلق خبر دے دی کہ

یہ مسجد ضرار ہے

اور یہ مسلمانوں کو تباہ کرنے کی نیت سے بنائی گئی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسجد کو گرا دیا۔ اور اس جگہ مزبلہ بنا دیا

حدیث کی مزید تشریح

فرمودہ [illegible] اپریل [illegible] بعد نماز مغرب بمقام قادیان فرمایا۔ کل میں نے [illegible] والی حدیث شہید کی حدیث بیان کی تھی اور بتایا تھا کہ

اصل معنے

اس جگہ شہید کے وہ ہیں جس کی طرف انگلی اٹھتی ہے [illegible] ایک وسیع لفظ ہے [illegible] معنوں میں بھی اٹھے گی اور اچھے معنوں میں بھی اٹھیگی مگر اچھے معنوں میں سے بھی کئی کئی معنوں کے متعلق [illegible] ان معنوں میں بھی

اٹھ سکتی ہے کہ فلاں نے خدا تعالیٰ کے حضور بڑا درجہ پایا ہے ان معنوں میں بھی اٹھ سکتی ہے کہ فلاں بڑا غازی ہے ان معنوں میں بھی اٹھ سکتی ہے کہ فلاں بڑا روزے دار ہے ان معنوں میں بھی اٹھ سکتی ہے کہ فلاں بڑا حاجی ہے ان معنوں میں بھی اٹھ سکتی ہے کہ فلاں بڑا عالم ہے ان معنوں میں بھی اٹھ سکتی ہے کہ فلاں بڑا علم پڑھانے والا ہے اور ان معنوں میں بھی اٹھ سکتی ہے کہ فلاں بڑا علم دوست ہے غرض سینکڑوں خوبیاں ہیں جن کی وجہ سے کسی کی طرف۔

انگلی اٹھ سکتی ہے

اس طرح بڑے معنوں میں بھی انگلی اٹھ سکتی ہے اور بُرے معنوں میں بھی آگے سینکڑوں معنوں کے متعلق اٹھ سکتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ آجکل خدا تعالیٰ نے عزت میرے ساتھ وابستہ کر دی ہے یا میرے دوست عزت پائیں گے یا دشمن اب دونوں کے الگ الگ معنے ہیں دوست کی عزت کے معنے یہ ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں مقبول ہوں گے اور دشمن کی عزت کے معنے یہ ہیں کہ وہ دشمن کی نگاہوں میں مقبول ہوں گے ہماری بڑی مخالفت کرنیوالے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں اور ہندوستان میں ان کا طوطی بولتا ہے حالانکہ ہندوستان میں ان سے بڑے بڑے عالم موجود ہیں لیکن ان کو کوئی پوچھتا نہیں کیونکہ وہ سمجھے ہیں کہ احمدیت کا خطرہ بڑا ہے اور چونکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ صاحب اس کا مقابلہ کرتے ہیں اس لئے یہ ہمارے لیڈر ہیں اور یہی عزت کے لائق ہیں غرض آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ عزت ہمارے ساتھ وابستہ ہے خواہ دوستی کرے اور خواہ دشمنی کرے لیکن دشمنی کی عزت دشمن کی نگاہ میں ہو گی اور خدا تعالیٰ کی نگاہ میں لعنت ہو گی اور دوستی کی عزت دشمن کی نگاہ میں ذلت ہو گی لیکن خدا تعالیٰ کی نگاہ میں عزت ہو گی اب ایک لفظ کے نیچے دونوں چیزیں آگئیں لیکن۔

اصل عزت انجام کے لحاظ سے ہوتی ہے

یہاں جس عزت کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ان کی عوام الناس کی نگاہ میں عزت ہو گی اس طرح شہادت کا ہر جگہ مفہوم بدل جائے گا اگر وہ خدا تعالیٰ کے راستہ میں مارا جاتا ہے تو اس کی شہادت اور رنگ کی ہو گی اور اگر کوئی مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جاتا ہے تو اس کا اور مفہوم ہو گا اسی طرح اور بھی کئی قسم کے شہید ہیں لیکن ان کا مفہوم ہر جگہ بدل جائے گا جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ڈوب کر مر جائے یا طاعون سے مر جائے یا اسہال کی بیماری سے فوت ہو جائے یا جل کر مر جائے یا دیوار کے نیچے آ کر ہلاک ہو جائے وہ بھی شہید ہے اب دیکھو ایک تو یہ شہید ہیں اور دوسری طرف وہ بھی شہید ہی ہے جو خدا تعالیٰ کے راستہ میں مارا جائے مگر ان دونوں میں۔

زمین و آسمان کا فرق ہے

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مارے جاتے ہیں ان میں ایمان پایا جاتا ہے۔ لیکن جو لوگ اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جاتے ہیں وہاں ایمان نہیں پایا جاتا۔ بلکہ بہادری پائی جاتی ہے۔ اسی طرح جو جل کر مرتے ہیں یا دیوار کے نیچے دب کر مر جاتے ہیں یا ڈوب کر مر جاتے ہیں یا طاعون اور ہیضہ سے مر جاتے ہیں۔ ان میں تو بہادری بھی نہیں پائی جاتی ان پر بیماری آئی اور وہ مر گئے آخر ان کو جو شہید کہا گیا ہے تو ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے اور ان میں اور شہید فی سبیل اللہ میں قدر مشترک کیا چیز ہے۔ سو جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں حادثہ قدر مشترک ہے یعنی جو حادثے سے وفات پاتے ہیں۔ وہ شہید ہوتے ہیں ہر گاؤں اور ہر شہر میں لوگ مرتے رہتے ہیں لیکن کبھی اخبار میں نہیں دیکھا گیا کہ یہ لکھا گیا ہو کہ آج فلاں جگہ اتنے آدمی مرے ہیں اور فلاں جگہ اتنے۔ مگر ہم کئی دفعہ اخبار میں چھپا ہوا دیکھتے ہیں کہ دریائے راوی میں کشتی ڈوب گئی اور اتنے آدمی مر گئے۔ حالانکہ ہم آدمیوں کے نام نہیں جانتے ان سے کسی قسم کی واقفیت نہیں ہوتی اور پھر تعداد کے لحاظ سے بھی بعض دفعہ وہ بہت ہی کم ہوتے ہیں اور ناقابل ذکر لیکن پھر بھی اخبار میں ان کا نام چھپ جاتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ ایک حادثہ ہوتا ہے۔ اور حوادث دنیا کی نظروں کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں حوادث سے جو ہمدردی پیدا ہوتی ہے وہ دوسرے موقعوں پر پیدا نہیں ہوتی۔

حادثہ ایک تہلکہ مچا دیتا ہے

اور اس سے انسان کے اندر خشیت پیدا ہوتی ہے۔ ویسے تو لوگ روزانہ مرتے ہیں کئی بوڑھے ہو کر مرتے ہیں اور کئی عام بیماریوں سے مرتے ہیں لیکن ان سے اس قدر تہلکہ پیدا نہیں ہوتا ہاں جو بیماریاں ایسی ہیں جو ایک سے دوسرے کو لگ جاتی ہیں جیسے ہیضہ اور طاعون ہے اگر کسی کو ایسی بیماری لگ جائے اور اس سے ایک موت بھی ہو جائے۔ تو لوگ گھبرا جاتے ہیں، لیکن اگر کوئی سل سے مر جائے تو یہ کوئی نہیں کہتا کہ یہ سل سے مر گیا ہے اسلئے کہ یہ وبائی مرض نہیں اور وہ وبائی مرض ہے اس لئے اس میں لوگوں کی جانیں خطرے میں ہوتی ہیں ہیضہ کی مرض کی طرف انگلیاں اٹھنے لگ جاتی ہیں اگر پانچ میل پر بھی وبا ہو تو لوگ اپنا علاج شروع کر دیتے ہیں۔ مرکہ استعمال کرنے ہیں روٹی کم کر دیتے ہیں۔ اسی طرح طاعون ہے اگر ایک ڈویژن میں طاعون ہو تو سارے پنجاب میں اس کا خطرہ محسوس

کیا جاتا ہے کیونکہ یہ وبائی مرض ہے۔ جل کر مرنا بھی حادثہ ہے۔ بنگال میں ایک عورت کی ساڑھی کو آگ لگ جائے تو سٹیٹسمین میں خبر چھپ جاتی ہے کہ ایک عورت کی ساڑھی کو آگ لگ گئی اور وہ جل گئی اسی طرح

مکان کا گرنا بھی ایک حادثہ ہے

بمبئی میں مکان گرتا ہے تو سول میں خبر شائع ہو جاتی ہے کہ بمبئی میں ایک مکان گرا اور اسکے نیچے اتنے آدمی دب کر مر گئے بمبئی کی آبادی پچیس لاکھ ہے اور وہاں روزانہ پانچ سو آدمی مرتے ہیں لیکن کبھی یہ نہیں چھپتا کہ فلاں محلے میں فلاں آدمی مر گیا اور فلاں میں فلاں ہاں اگر کوئی مکان گرے اور اس کے نیچے کوئی شخص دب کر مر جائے تو پھر چھپ جاتا ہے کہ فلاں آدمی مکان کے نیچے دب کر مر گیا ہے تو یہ حوادث ہیں اور ان سب حوادث میں کام آنے والوں کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے شہید کا لفظ اس لئے استعمال فرمایا ہے کہ ان کی طرف لوگوں کی انگلیاں اٹھ جاتی ہیں۔ ادھر ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہیں کہ آپؐ نے یہ دعا سکھلائی ہے کہ وہ ہم کو اچانک موت سے بچائے پھر آپؐ اسے شہادت بھی قرار دیتے ہیں۔ چونکہ اگر مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جانے والوں۔ ڈوب کر مرنے والوں کسی دیوار کے نیچے دب کر مرنے والوں ہیضہ طاعون سے مرنے والوں کا رتبہ انتہائی اعلیٰ تھا تو پھر تو یہ دعا سکھلانی چاہیئے تھی کہ اے اللہ ہمیں ان میں سے کسی حالت میں ضرور موت دے کیا کبھی کوئی یہ دعا کرتا ہے کہ میں شہید نہ بنوں یا صالح نہ بنوں یا صدیق نہ بنوں نہیں بلکہ

ہر ایک یہ چاہتا ہے

کہ میں شہید بنوں لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اچانک موت سے بچنے کے لئے دعا کی تلقین فرماتے تھے اور اس کے لئے آپؐ نے دعا بھی سکھلائی ہے۔ اگر یہ شہادت تھی تو پھر تو یہ دعا سکھلانی چاہیئے تھی کہ یا اللہ مجھے ہیضہ ہو جائے یا اللہ میری کشتی الٹ جائے یا اللہ میں ڈوب جاؤں یا اپنی میرے کپڑوں کو آگ لگ جائے تا میں جل جاؤں اور شہید ہو جاؤں اچھی چیز کو تو کوئی بھی نہیں چھوڑا کرتا۔

شہادت تو بہت بڑا مرتبہ ہے

جس کے دل میں ایمان ہو وہ تو چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی نہیں چھوڑا کرتا۔

(باقی)

سفر حج بیت اللہ شریف

(از مکرم الحاج چوہدری شبیر احمد صاحب نائب وکیل المال ربوہ)

(۱)

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجھ ناچیز کو امسال جون ۱۹۶۰ء (ماہ ذی الحج ۱۳۷۹ھ) میں اس نے محض اپنے فضل و کرم سے محترمہ بیگم صاحبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا حج بدل ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائی۔

میرے لئے وہ دن عید کے دن سے کم نہ تھا جب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ نے میری کئی کمزوریوں کے باوجود مجھے اس عظیم الشان اور بابرکت خدمت کے لئے منتخب فرمایا۔ اور دعاؤں کے لئے حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری اور حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ تعمیل ارشاد میں بندہ نے ان بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کیلئے عرض کی ـــــ ناچیز کے انتخاب برائے حج بدل کا علم ہوتے ہی احباب جماعت کی طرف سے دعاؤں کی فرمائشیں شروع ہو گئیں۔

دعاؤں کی ان فرمائشوں میں جماعت احمدیہ کے افراد کی دلی کیفیت کا اظہار ہو رہا تھا۔ جو زیادہ تر جذبۂ خدمت دین اور اشتیاق حج بیت اللہ اور خواہش انجام بخیر پر مشتمل تھا۔ حضرت ام مظفر احمد صاحبہ (جن کے حج بدل کے لئے بندہ ناچیز منتخب کیا گیا) نے صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کے لئے دعا کے علاوہ اپنے انجام بخیر اور اپنی اولاد و اولاد در اولاد کے لئے صرف اس دعا کی تاکید فرمائی کہ وہ دین کے خادم بنیں دعا کی فرمائشیں کرنے والوں میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حرم اور اولاد اور کارکنان سلسلہ کی کثیر تعداد شامل تھی۔

حج کے مبارک سفر کے لئے دعا و استخارہ کے بعد خاکسار ۱۰ مئی ۱۹۶۰ء کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر بھروسہ کرتے ہوئے ربوہ سے براستہ لاہور۔ کراچی روانہ ہوا۔

حضرت میاں صاحب ممدوح نے موسم گرما اور علالت طبع کے باوجود لبوں کے اڈا پر کئی احباب کی معیت میں (جن میں حضرت میاں عزیز احمد صاحب۔ مکرم میاں عبدالرحیم احمد صاحب اور مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں) دعاؤں کے ساتھ ناچیز کو رخصت فرمایا۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

حضرت میاں صاحب نے چلنے سے پہلے جن نہایت قیمتی اور ایمان افروز ہدایات سے نوازا۔ جو سفر حج کے روز اول سے آخر تک میرے لئے مشعل راہ ثابت ہوئیں۔ روانگی سے قبل سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بھی شرف ملاقات حاصل ہوا۔ حضور ایدہ اللہ کو صاحب فراش دیکھ کر اور حضرت میاں صاحب ممدوح کی ہدایات یاد کر کے ربوہ سے روانگی کے وقت دل پر ایک عجیب رقت کا عالم طاری تھا۔ پیشتر اس کے کہ میں آئندہ سفر کے حالات عرض کروں۔ حضرت میاں صاحب ممدوح کی قیمتی ہدایات ہدیۂ قارئین کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزم مکرم شبیر احمد صاحب سلمہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

اللہ تعالیٰ آپ کے لئے حج بدل کا رستہ کھول دے۔ اور سہولت پیدا کرے۔ اور ام مظفر احمد کا حج قبول فرمائے۔ اور آپ کو بھی اس ثواب اور برکات سے نوازے۔ آمین۔

(۱) روانہ ہونے سے قبل حج کے موٹے موٹے مسائل سے واقفیت پیدا کر لیں۔ گو اصل واقفیت تو عملاً حج کے مناسک بجا لانے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور حج کے ظاہری مناسک سے بھی زیادہ ضروری حج کی روح ہے۔ جو ہر وقت مدنظر رہنی چاہیئے۔

(۲) جب بیت اللہ پہ پہلی نظر پڑے تو اس وقت درود پڑھیں۔ اور اسلام اور احمدیت کی ترقی اور غلبہ کے لئے دعا کریں۔ کیونکہ یہ دعا سب دعاؤں پر مقدم ہے۔ اور یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں قبول فرمائے۔

(۳) احرام باندھتے ہوئے نیز خانۂ کعبہ پر پہلی نظر پڑتے وقت اس نیت کو دل میں دہرائیں کہ میں ام مظفر احمد کی طرف سے یہ حج کر رہا ہوں۔ اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس حج کو قبول کرے۔ اور اس کی برکات سے نوازے اور خود آپ کو بھی ثواب سے حصہ دے۔

(۴) بیت اللہ کا طواف بڑے سوز و گداز سے کریں۔ اور اگر ممکن ہو تو بیت اللہ کے اندر جا کر بھی دو نفل نماز پڑھ کر دعائیں کریں۔ اسی طرح مقام ابراہیم پر نفل ادا کریں اور دعائیں کریں۔ اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے وقت رفع مشکلات اور کاموں میں سہولت پیدا ہونے کے لئے دعائیں کریں۔

(۵) عرفات کا میدان بھی دعاؤں کا خاص مقام ہے۔ اسے وہ درجہ حاصل ہے جو نماز میں رکوع کو حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ جس نے عرفات کے وقوف کو پا لیا اس کا حج ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مشعر الحرام خاص دعاؤں کا مقام ہے۔

(۶) حج کے سارے ایام میں نوافل اور دعاؤں پر خاص زور دیں۔ اور اپنے خیالات کو پاک و صاف رکھیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان احسانوں کو یاد کر کے دل میں رقت پیدا کریں۔ اور دعا کریں کہ جس طرح ہمیں عرب سے دین کی رحمت پہنچی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اب اپنے فضل سے عربوں کو اسلام کے دور ثانی میں برکات سے نوازے۔

(۷) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق اپنی نمازیں ادا کریں اور سب کے ساتھ خوش اخلاقی اور محبت اور اخوت کے رنگ میں پیش آئیں۔

(۸) حج کے ایام میں تہجد اور نوافل کا بہت التزام رکھیں۔ اور اپنے وقت کو بہترین مصرف میں گذاریں اور ہر قسم کی لغو اور فضول بات سے اجتناب کریں۔

(۹) دعائیں عموماً یہ کریں۔ آنحضرت صلعم پر درود۔ اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے دعا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت اور لمبی کام کی عمر کے لئے دعا۔ مبلغین کی کامیابی کے لئے دعا۔ قادیان کے لئے دعا۔ ربوہ کے لئے دعا۔ ام مظفر احمد کیلئے دعا۔ ہم دونوں کے نیک انجام کے لئے دعا مظفر احمد کے لئے دعا کہ خدا تعالیٰ اسے اولاد سے نوازے۔ حضرت مسیح موعود کی جملہ اولاد کیلئے دعا۔ ام مظفر احمد کی اولاد کیلئے دعا۔ ام مظفر احمد کے بھائیوں بہنوں اور انکی اولاد کیلئے دعا کہ اللہ تعالیٰ انہیں احمدیت کے نور سے نوازے۔ اور خلافت سے وابستہ کرے۔ ہمارے ماموں کی اولاد کے لئے نیز ہمشیرگان اور ان کی اولاد کے لئے دعا۔ میاں شریف احمد صاحب کے لئے دعا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل کے لئے دعا۔ افریقہ میں تبلیغ اسلام اور احمدیت کی ترقی کیلئے خصوصی دعا۔ تاکہ یہ تاریک براعظم اسلام اور احمدیت کے نور سے منور ہو۔ مرکزی کارکنوں کیلئے دعا۔ درویشوں کے لئے دعا۔ صحابہ کرام کیلئے دعا۔ خود اپنے لئے اور اپنے عزیزوں کیلئے اور جن دوستوں نے دعا کیلئے کہا ہو ان کیلئے دعا۔

(۱۰) احمدی ساتھیوں کے ساتھ تعاون رکھیں اور باہم محبت اور اتحاد اور اخلاص سے رہیں۔

(۱۱) اگر مزار مقدس پر جانے کی توفیق ملے تو ام مظفر احمد کی طرف سے اور اس خاکسار کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کی خدمت میں عقیدت اور محبت کا سلام عرض کریں۔ اور عرض کریں کہ اپنی سینکڑوں کمزوریوں کے باوجود یہ عاجز حضور والا سے ایسی عقیدت اور محبت رکھتا ہے۔ جو لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی۔ اپنے اس خادم کو دنیا و آخرت میں یاد رکھیں۔ اور اپنی روحانی توجہ سے محروم نہ فرمائیں۔

(۱۲) یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک ام مظفر احمد اور میری نسل میں صالح اور ایماندار۔ مخلص خادم دین پیدا کرتا رہے۔ جو اپنی زندگیاں خدمت دین میں گذاریں اور علم و عمل کی زینت سے حصہ پائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے وارث بنیں۔

(۱۳) جاتے ہوئے ام مظفر احمد سے پوچھ لیں اگر انہوں نے کوئی خاص بات کہنی ہو تو اس کا خیال رکھیں۔

(۱۴) اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کا حافظ و ناصر رہے۔ اور خیریت سے لے جائے۔ اور خیریت سے لے آئے۔ اور آپ کے ذریعہ ام مظفر کے حج بدل کو قبول فرمائے۔ اور ام مظفر احمد کے لئے برکات کا موجب بنائے اور خود آپ کے لئے بھی موجب ثواب کرے اور آپ کی دعاؤں کو قبولیت کا شرف عطا کرے۔ فقط والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد۔ ربوہ
۹-۵-۶۰

فضل عمر جونیئر ماڈل سکول ربوہ کی عمارت کیلئے چندہ کی اپیل

اس سال اکتوبر میں لجنہ اماء اللہ کی شوریٰ میں فیصلہ ہوا تھا کہ فضل عمر جونیئر ماڈل سکول ربوہ کی عمارت جلد از جلد بنائی جائے جس کے لئے ناظر صاحب بیت المال سے سال رواں میں بیس ہزار روپیہ چندہ جمع کرنے کی منظوری حاصل کر لی گئی۔

جن لجنات کی نمائندگان موجود تھیں وہ تو اپنے وعدہ جات لکھوا گئی تھیں۔ باقی تمام لجنات بھی اپنے وعدہ جات جلد از جلد بھجوائیں اور وصولی کا انتظام کریں تاکہ عمارت جلد از جلد شروع کی جا سکے۔

یہ چندہ صرف مستورات کے لئے ہی مخصوص نہیں بلکہ جماعت کے مردوں کو بھی اس میں حصہ لینا چاہیئے۔ کیونکہ اس سکول میں دس سال کی عمر تک لڑکے بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

نیز لجنہ اماء اللہ شوریٰ نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ جو مرد یا عورت ڈیڑھ صد روپیہ کی رقم ایک سال کے اندر اندر سکول کے لئے دیں ان کے نام عمارت میں کھدوائے جائیں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ

امریکہ کے انیس ۱۹ مصنوعی سیارے

یکم جون ۱۹۶۰ء تک امریکہ انیس ۱۹ مصنوعی سیاروں کو زمین کے گرد ان کے مدار پر پہنچا چکا تھا ان میں سے بعض سیارے ابھی تک زمین کے گرد اپنے مدور یا بیضوی مداروں پر بیرونی فضا میں گردش کر رہے ہیں۔

انیس ۱۹ مصنوعی زمینی سیاروں کو کامیابی کے ساتھ چھوڑنے کے علاوہ امریکہ نے فضائے بسیط کے حالات کے بارے میں اطلاعات حاصل کرنے کے لئے چار راکٹ بھی چھوڑے ہیں۔ ان میں سے دو تو فضائے بسیط میں اپنا طویل طویل سفر طے کرنے کے بعد اپنی پرواز ختم کر چکے ہیں۔ تیسرا راکٹ اس وقت آفتاب کے گرد چکر لگا رہا ہے اور فضائے بسیط سے تعلق رکھنے والے سائنسدانوں کو یقین ہے کہ یہ راکٹ لاکھوں سال تک اپنی گردش جاری رکھے گا۔

ان انیس مصنوعی سیاروں اور تین راکٹوں میں سے ہر ایک سے امریکی سائنسدانوں نے مخصوص اور اہم تحقیقاتی کام لیا ہے۔ ان کاموں کا مقصد فضائے بسیط کے حالات کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل کرنا اور مستقبل میں انسان کے بیرونی فضا میں سفر کا راستہ ہموار کرنا تھا۔ ان میں ہر سیارے سے جو اطلاعات حاصل ہوئی ہیں ان سے دنیا بھر کے سائنسدانوں کو آگاہ کیا جا رہا ہے تاکہ وہ اپنے تحقیقاتی کاموں میں ان سے مدد لے سکیں۔

ایکسپلورر ۱

اس وقت تک جو دریافتیں ہو چکی ہیں ان میں سے ایک اہم ترین اور غیر متوقع دریافت امریکہ کے مصنوعی سیارے ایکسپلورر ۱ نے کی تھی جو ۳۱ جنوری ۱۹۵۸ء کو چھوڑا گیا تھا یہ دریافت وان ایلن نامی دو عظیم اشعاعی حلقوں میں سے ایک کا معلوم کیا جانا تھا۔ نہایت طاقتور اشعاع کے یہ حلقے بادھار خطِ استوا کے اوپر زمین سے خاصی بلندی پر کرۂ ارض کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں (ان حلقوں کے منجملہ دوسرا حلقہ فضائے بسیط میں زمین سے اور زیادہ بلندی پر واقع ہے۔ اسے فضائے بسیط کی چھان بین کرنے والے راکٹ پائنیر ۳ نے کچھ عرصے بعد دریافت کیا تھا)

ایکسپلورر ۱ نے جو ریڈیائی اطلاعات زمین پر بھیجی تھیں ان میں یہ امور شامل تھے:۔ فضائے بسیط میں کائناتی اشعاع کی شدت، شہابی ذرات کی تعداد کا اندازہ اور درجہ ہائے حرارت کا وہ فرق جو سیارے کے آفتاب کے سامنے ہونے اور زمین کے دوسری جانب پہنچ کر کرۂ ارض کے سائے میں آجانے کی وجہ سے اس سیارے کے اندر واقع ہوتا ہے۔ ایکسپلورر ۱ کی بھیجی ہوئی خبروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنوعی سیارے کے اندر کا درجہ حرارت اتنا رکھنا ممکن ہے کہ اس میں سائنسی آلات کسی دشواری کے بغیر کام کر سکیں۔ اور یہ کہ شہابی ذرات اور کائناتی گرد فضائے بسیط کے سفر کے لئے کسی خطرے کا باعث نہیں ہیں۔

وینگارڈ ۱

امریکہ کا دوسرا مصنوعی سیارہ وینگارڈ ۱ ۱۷ مارچ ۱۹۵۸ء کو چھوڑا گیا تھا سائنسدانوں کا اندازہ ہے کہ یہ سیارہ کوئی دو سو سال تک اپنے مدار پر گردش کرتا رہے گا۔ اس کے اتنے طویل عرصے تک گردش کرنے کا امکان اس لئے ہے کہ اس کا مدار بہت بلندی تک جاتا ہے۔ یہ زمین سے ڈھائی ہزار میل کی بلندی تک پہنچتا ہے۔ جہاں فضا بہت لطیف ہے اور اس کی حرکت میں مزاحمت بہت ہلکی ہوتی ہے۔

وینگارڈ نمبر ۱ کے آلات کا ایک غیر معمولی حصہ ان بیٹریوں پر مشتمل ہے جو اس کے ایک ریڈیو ٹرانسمیٹر کو چلاتی ہیں۔ یہ بیٹریاں سلیکان کی بنی ہوتی ہیں، جو آفتاب کی شعاعوں کو برقی رو میں تبدیل کر دیتی ہیں۔ سائنسدانوں کو امید ہے کہ اگر یہ بیٹریاں شہابی ذرات سے ٹکرا کر خراب نہ ہوئیں تو ان کی وجہ سے اس سیارے کا ریڈیو کئی سال تک کام کرتا رہے گا۔

وینگارڈ ۱ کے مدار کا مطالعہ کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زمین کی شکل ناشپاتی جیسی ہے اور کسی ایسے کرے کی سی نہیں ہے جسے قطبین پر سے چپٹا کر دیا گیا ہو جیسا کہ پہلے خیال تھا۔ سائنسدان وینگارڈ ۱ کے مدار کی مدد سے اب بحرالکاہل کے بہت سے جزیروں کے محل وقوع کا نقشہ بھی اس سے کہیں زیادہ صحت کے ساتھ بنا رہے ہیں جتنا کہ پہلے کبھی ممکن تھا۔

ایکسپلورر ۳

امریکہ کا تیسرا کامیاب مصنوعی سیارہ ایکسپلورر ۳ ۲۶ مارچ ۱۹۵۸ء کو چھوڑا گیا۔ وہ کوئی تین ماہ تک اپنے مدار پر قائم رہا۔ اس کے بعد وہ اپنے مدار کے زیریں حصہ سے جو زمین سے تقریباً سو میل کی بلندی پر واقع تھا گزرتے ہوئے ہوا کی رگڑ کی تپش کی وجہ سے تباہ ہو گیا۔ اس کے مدار کی زیادہ سے زیادہ بلندی ۱۷۴۰ میل تھی۔

ایکسپلورر ۳ کا بڑا کام کائناتی اشعاع کے بارے میں اور زیادہ معلومات حاصل کرنا تھا اور یہ کام اس نے زیادہ کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا۔ اس نے جو اطلاعات زمین پر بھیجیں انہوں نے وان ایلن نامی اشعاعی حلقوں سے متعلق انسان کی معلومات میں بڑا اضافہ کیا۔

ایکسپلورر ۴

ایکسپلورر ۳ کے بعد ایکسپلورر ۴ ۲۶ جولائی ۱۹۵۸ء کو چھوڑا گیا۔ ایکسپلورر ۴ کا مقصد کائناتی اشعاع سے متعلق زیادہ تفصیلی اطلاعات حاصل کرنا تھا۔ دو گائیگر شمار کنندوں اور سنٹرلزہ پیمائی دو۲ آلوں کی مدد سے اس شعاع کا جسے ایکسپلورر ۱ اور ایکسپلورر ۳ نے دریافت کیا تھا زیادہ باریکی کے ساتھ ادراک کیا گیا۔ پندرہ ماہ تک اپنے مدار پر گردش کرنے کے بعد ایکسپلورر ۴ ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو اپنے مدار پر سے گر کر تحلیل ہو گیا۔

پائنیر ۱ ، ۳

اس کے بعد امریکہ نے فضائے بسیط کی چھان بین کرنے والے دو راکٹ — پائنیر ۱ اور پائنیر ۳ چھوڑے۔ پائنیر ۱ ۱۱ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو اور پائنیر ۳ ۶ دسمبر ۱۹۵۸ء کو چھوڑا گیا تھا۔ پائنیر ۱ کے آلات نے ۷۱ ہزار میل کی پرواز کے دوران زمین کے مقناطیسی میدان کی شکل سے متعلق نئی نئی معلومات فراہم کیں۔ سیاروں کے درمیان فضائے بسیط میں شہابی ذرات کی تعداد کا بھی پہلی بار اندراج کیا اور سیاروں کے درمیان مقناطیسی میدان کی پہلی بار پیمائشیں کیں۔ پائنیر ۳ نے زمین کے گرد وان ایلن نامی اشعاع کا دوسرا حلقہ دریافت کیا۔

اٹلس

اس کے بعد جو امریکی سیارہ مدار پر پہنچایا گیا وہ اٹلس نامی "متکلم سیارہ" تھا۔ جسے "پراجکٹ اسکور" بھی کہا جاتا ہے یہ سیارہ ۱۸ دسمبر ۱۹۵۸ء کو چھوڑا گیا تھا۔ یہ ایک مواصلاتی سیارہ تھا جس نے صدر آئزن ہاور کی جانب سے دنیا کے لئے امن اور خیر سگالی کے کرسمس کے پیغام کو صدا بندی کے فیتے کے ذریعہ ان ہی کی آواز میں نشر کیا تھا یہ پہلا موقع تھا کہ کوئی انسانی آواز بیرونی فضا سے نشر کی گئی۔ یہ سیارہ ۲۱ جنوری ۱۹۵۹ء تک اپنے مدار پر قائم رہا۔

فضائے بسیط سے متعلق سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ "متکلم" اٹلس نے مواصلات کا ایک بالکل نیا میدان کھول دیا ہے۔ ایک مرحلہ پر اس سیارے نے ایک ہی وقت میں زمینی اسٹیشنوں سے سات مختلف پیغامات وصول کئے اور انہیں صدا بندی کے فیتے پر درج کر لیا اور پھر زمین سے اشارہ ملنے پر اس نے پیغامات کو ایک ساتھ نشر بھی کر دیا۔

وینگارڈ ۲

اس کے بعد وینگارڈ ۲ نامی مصنوعی سیارہ ۱۷ فروری ۱۹۵۹ء کو چھوڑا گیا۔ توقع ہے کہ یہ سیارہ کوئی سو سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک گردش کرتا رہے گا۔ لیکن اس کا ریڈیو ٹرانسمیٹر عرصہ ہوا خاموش ہو چکا ہے۔ اس سیارے میں دو نوں برقی بیٹریاں نصب تھیں۔ جو زمین کے سحابی غلاف کے اتنے وسیع حصے کا مشاہدہ کر سکتی تھیں جو پہلے کبھی نہیں کیا گیا تھا۔ اس سیارے کا بنیادی مقصد اس کے اپنے استوائی مدار پر زمین کی اس سمت جس طرف دن ہوتا ہے سحابی غلاف کی شکل اور اس کی نقل و حرکت کی پیمائش کرنا تاکہ بحیثیت مجموعی اس کے اور دنیا کے درمیان نسبت و تعلق قائم کیا جا سکے۔

ڈسکورر ۱ ، ۲

۲۸ فروری ۱۹۵۹ء کو ایک نئے قسم کا مصنوعی سیارہ ڈسکورر ۱ چھوڑا گیا۔ اس کی شکل اسطوانہ نما تھی اور وزن ۱۳۰۰ پاؤنڈ تھا۔ یہ پہلا سیارہ تھا جس کا مدار شمالاً جنوباً تھا۔ اور وہ شمالی اور جنوبی قطبی علاقوں پر سے گزرتا تھا

ڈسکورر ۱ اور اس کے بعد کے ڈسکورر ۲ سیاروں کا ایک بنیادی مقصد انسان کو زمین کے چاروں طرف گردش کرنے والے سیارہ کے ذریعے بیرونی فضا میں پہنچنے کی تیاری کرنا تھا۔ ڈسکورر سیاروں میں متعدد ایسے آلات نصب ہیں جو اس کام کے لئے ضروری اطلاعات فراہم کرتے ہیں۔ ڈسکورر ۲ ۱۳ اپریل ۱۹۵۹ء کو چھوڑا گیا تھا۔

پائنیر ۴

ڈسکورر ۲ کے چھوڑے جانے سے قبل امریکہ نے فضائے بسیط کی جانچ پڑتال کے لئے پائنیر ۴ نامی راکٹ چھوڑا تھا وہ ۳ مارچ ۱۹۵۹ء کو زمین سے بیرونی فضا میں پہنچا تھا۔ یہ سیارہ پچیس ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار کے ساتھ زمین سے بلند ہوا اور آفتاب کے گرد اپنے مدار پر چکر لگانے لگا۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ یہ سیارہ آفتاب کے گرد لاکھوں سال تک چکر لگاتا رہے گا۔

اپنے سفر کے دوران اس راکٹ کے گائیگر شمار کنندہ آلوں نے ان اطلاعات کی تصدیق کی جو فضائے بسیط میں اشعاع کے محل وقوع اور ان کی شدت کے بارے میں امریکہ کے گذشتہ راکٹوں کے ذریعے سے حاصل ہوئی تھیں۔

ایکسپلورر ۶

۷ اگست ۱۹۵۹ء کو امریکہ نے ایک غیر معمولی "پیڈل وہیل" سیارہ ایکسپلورر ۶ چھوڑا۔ سائنسدانوں نے کہا ہے کہ اس وقت تک جتنے سیارے چھوڑے جا چکے ہیں یہ آلات اور سازوسامان کے اعتبار سے ان سب سے زیادہ آراستہ سیارہ ہے۔

اس سیارے کو "پیڈل وہیل" کا نام اس کی چار چرخیوں یا ان برق زا شمسی بیٹریوں کی وجہ سے دیا گیا ہے جو اس سے باہر کی جانب نکلی ہوئی ہیں۔ اس میں جو آلات نصب ہیں ان سے پندرہ مختلف امور کا سائنسی مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ ان کا مقصد وان ایلن نامی اشعاع کے

دُعا اور اس کے اثرات

(منقول از الاعتصام مورخہ ۵ اگست ۱۹۶۰ء)

تمام باتوں میں اتفاق ضروری نہیں

احادیث سے دُعا کی مطلوبیت پر بہت روشنی پڑتی ہے۔ اگر انسان اپنی ہر ضرورت میں اللہ کی طرف رجوع کرے اور اپنی ہر حاجت کے لئے اسی سے دُعا مانگے تو نہ صرف یہ کہ یہ ایک فطری بات ہے بلکہ اللہ کو محبوب بھی ہے اور اس کا اس نے بار بار حکم دیا ہے۔ دعا سے اللہ اور بندے کا رشتہ بندگی مضبوط ہوتا ہے۔ غیر اللہ سے اس کی اُمیدیں منقطع ہوتی ہیں اور رفتہ رفتہ اللہ پر اسے اس قدر پختہ اور کلّی اعتماد ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ کی رضا کے لئے پوری طمانیتِ قلب کے ساتھ دنیا کی تمام طاقتوں کو چیلنج دیدیتا ہے اور انتہائی بے نیازی کے ساتھ دولت دنیا کو ٹھکرا دیتا ہے۔ لیکن یہ اسی وقت ہوتا ہے جب انسان اپنے آپ کو محتاجِ مطلق اور اللہ کے قادر علی الاطلاق اور محسنِ کل ہونے کا شعور ہو اور وہ اللہ سے اس یقین کے ساتھ دعا مانگے کہ جو کچھ ملے گا اُسی در سے ملے گا۔ یہاں سے اگر نہ ملا تو اور کہیں سے کچھ بھی نہیں مل سکتا اور اگر وہ چاہے تو دونوں جہان کی کامرانی بخش سکتا ہے۔ اس شعور کے ساتھ اللہ سے جس قدر دعا کی جائے گی وہ انسان کو اللہ سے قریب کرے گی۔ اس میں اللہ پر توکل کی قوت پیدا کرے گی اور دعا کا اجر عظیم اس کے ماسوا ہوگا۔ اس ضمن میں یہ حدیث قدسی بہت ہی قابل مطالعہ ہے:-

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ "اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، وَاَنَا مَعَهُ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَاِنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً"

(بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، احمد)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

"میں اپنے یقین کے مطابق ہوں جو میرا بندہ میرے بارے میں رکھتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں جب بھی وہ مجھے یاد کرے۔ اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر مجمع میں اسے یاد کرتا ہوں . . . . اور اگر وہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف لپک کر آتا ہوں۔"

اصل عبارت میں "ظن" کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں بغیر دیکھے کسی شے کے بارے میں کچھ خیال کرنا اس طرح کا خیال بالعموم یقین سے خالی ہوتا ہے۔ بنابریں "ظن" کا استعمال بھی عموماً "گمان" کے لئے ہوتا ہے۔ لیکن بعض اوقات اس قسم کا خیال محکم عقلی دلائل پر مبنی ہوتا ہے۔ اور پختہ یقین کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے اس لفظ کا استعمال "ایمان بالغیب" یعنی "بن دیکھے یقین" کے لئے بھی ہوتا ہے خود قرآن پاک میں یہ لفظ اس مفہوم میں جا بجا آیا ہے۔ اس حدیث میں بھی "ظن" کے یہی آخری معنے مراد ہیں یعنی "دلائل و شواہد کی روشنی میں اللہ اور اس کی صفاتِ حسنہ پر ایمان بالغیب۔"

"میرا بندہ" سے مراد وہ شخص ہے جسے اپنے مقام بندگی کا شعور ہو اور جس نے اس شعور کے بعد اللہ سے عملاً تعلق بندگی قائم کر لیا ہو۔ یعنی "مرد مومن و مخلص"۔ مومن کے بجائے "عبدی" (میرا بندہ) کہنے سے عبدیت پر بھی زور دینا مقصود ہے اور اس سے اللہ کا بندۂ مومن سے قرب بھی ظاہر ہوتا ہے — "میں اس یقین کے مطابق ہوں جو میرا بندہ میرے بارے میں رکھتا ہے" یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ میرا بندہ، بندۂ مومن ہونے کی حیثیت سے مجھ پر بھروسہ کرے، میرے وعدوں پر یقین کرے۔ میری رحمت و مغفرت کی آس لگائے۔ میری رضا کو اس توقع و یقین پر اپنا مقصد زندگی بنائے کہ جب وہ ایسا کرے گا تو میں اس سے راضی ہو جاؤں گا اور اس پر اپنے فضل و کرم کی بارش کر دوں گا۔ مگر اس کی یہ توقعات جھوٹی اور خواب و خیال ثابت ہوں۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میں اس کی توقعات اور امیدوں کے مطابق ثابت ہوں گا۔ میں دونوں جہان میں اس کا سہارا اور آسرا بنوں گا۔ میں اس سے ہمیشہ کے لئے راضی ہو جاؤں گا۔ میں اس پر اپنی رحمت و مغفرت کا سایہ کروں گا۔ میں اسے اپنے دیدار اور اپنے تقرّب سے سرفراز کروں گا۔ مختصر یہ کہ دنیا میں اس کا مولیٰ و کارساز ثابت ہوں گا اور آخرت میں اسے وہ سب کچھ دوں گا جس کا میں نے اس سے وعدہ کیا ہے۔

"میں اس کے ساتھ ہوں" یہ جملہ مختصر ہونے کے باوجود اپنے اندر بے پایاں وسعت رکھتا ہے۔ شاید تسکین و تبشیر کے لئے اس سے بہتر الفاظ نہیں لائے جا سکتے۔ "میں اس کے ساتھ ہوں" یعنی اس سے دور نہیں ہوں اس کے حالات سے بے خبر نہیں ہوں۔ اس سے بے پروا و بے نیاز نہیں ہوں۔ میں اس سے قریب ہوں۔ بہت قریب بلکہ اس کے ساتھ ہی ہوں۔ اس کے حالات سے پوری طرح اور ہر دم آگاہ ہوں۔ اور آگہی دور کی نہیں قرب کی آگہی ہے۔ میں اس سے نہایت درجہ دلچسپی و تعلق رکھتا ہوں۔ "میں اس کے ساتھ ہوں" یعنی میری رحمت اس پر سایہ فگن ہے۔ میری نصرت و تائید اسے حاصل ہے۔ میں اسے خیر کی توفیق دیتا اور شر سے محفوظ رکھتا ہوں۔ "میں اس کے ساتھ ہوں" یعنی میں اس کا کارساز و مولیٰ ہوں وغیرہ ذالک۔

"میں اس کے ساتھ ہوں جب بھی وہ مجھے یاد کرے" اس میں پہلے جملے کا ترتب دوسرے جملے پر ہے۔ جب بندہ اللہ کو یاد کرے گا اللہ اس کے ساتھ ہوگا اور جب وہ اللہ کو فراموش کر دے گا تو اللہ اس کے ساتھ نہ ہوگا۔ گویا اللہ کی نصرت و رحمت، اس کا قرب و معیّت، وحی کی ولایت و سرپرستی ان سب کے حصول کی لازمی شرط یہ ہے کہ انسان اللہ کو یاد کرے۔ اگر انسان اللہ کو یاد نہ کرے گا تو وہ اسے اپنے سے دور پھینک دے گا۔ اپنی نصرت و رحمت سے اسے محروم کر دے گا۔ اور اس کی سرپرستی و کارسازی کرنے کے بجائے اسے لوگوں کے اور شیاطین کے حوالے کر دے گا۔ مختصر یہ کہ انسان جس قدر اللہ کو یاد کرے گا اسی قدر وہ اللہ کی نصرت و معیّت کا مستحق ہوگا، اور جس قدر وہ اللہ سے غافل ہوگا اسی درجہ وہ اللہ سے دور اور شیطان سے قریب ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی یاد دین کی اساس و بنیاد ہے اور اس پر فلاح انسانی کا کلّی انحصار ہے۔

اللہ کی یاد کیا ہے؟ — اللہ کے اسماء حسنیٰ و صفاتِ کمال کا زبان سے ورد، دماغ سے ان پر تدبّر و تفکّر۔ دل میں ان کا شعور و حضور، یہ تینوں چیزیں مل کر اللہ کی یاد بنتی ہیں۔ انسان زبان سے جس قدر اللہ کو یاد کرے گا۔ دماغ سے جتنا ان کو سمجھے گا۔ اور ان پر غور و فکر کرے گا اور اپنے دل میں جس قدر ان کے تصور کو جمائے گا اتنا ہی اس کے دل و دماغ پر ان صفات کا گہرا نقش ثبت ہوگا اتنا ہی اس کا ایمان پختہ سے پختہ تر ہوگا۔ اسی قدر بندۂ ذاکر کا یقین مشاہدہ و احساس کی سی کیفیت اختیار کرے گا۔ اور اسی قدر انسان کے جذبات اس کی عقل کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر محبتِ خداوندی کو جنم دیں گے اور اسی قدر اللہ تعالےٰ کی بندگی کی راہ انسان کے لئے ہموار اور آسان ہوگی اور اس راہ پر سفر اس کے لئے پسندیدہ و محبوب ہو جائے گا اور اسی قدر اس کی زندگی صبغۃ اللہ میں رنگتی چلی جائے گی اور اسی قدر وہ اللہ کا دوست۔ اس کا محبوب بندہ اور اس کی معیت و نصرت کا مستحق بن سکے گا۔ اس کے برعکس انسان جس قدر اللہ کی یاد سے غافل ہوگا اسی قدر وہ اس کی بندگی سے دور ہوگا اور اسی قدر اس کی نصرت و رحمت سے محروم ہوگا

تو "اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے جی میں یاد کروں گا۔" "اپنے جی میں" یعنی انفرادی طور پر۔ مطلب یہ ہے کہ اگر بندہ انفرادی طور پر اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ بھی اسے انفرادی طور پر یاد کرے گا۔

"اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے" یعنی اگر وہ اللہ تعالےٰ کو اجتماعی طور پر یاد کرتا ہے۔ مثلاً کچھ لوگوں کے سامنے اللہ کی صفات کا تذکرہ کرتا ہے۔ اس کے دین کی باتیں بیان کرتا ہے یا کچھ لوگوں کے ساتھ مل کر اللہ کا ذکر کرتا ہے اس کے

(بقیہ صفحہ ۸ پر)

امریکہ کے ۱۹ مصنوعی سیارے

(بقیہ صفحہ ۶)

حلقوں، زمین کے سحابی غلاف، فضا کے بسیط پر شعاعی ذرات زمین کے مقناطیسی میدان اور روانی کرّے میں ریڈیائی لہروں کے عمل کے بارے میں زیادہ اطلاعات فراہم کرتا ہے۔ ایکسپلورر ۶ کے ذریعے جو ابتدائی سائنسی نتائج برآمد ہوئے ہیں ان میں زمین کی ٹیلیویژن کیمرے سے لی ہوئی ایک تصویر بیرونی فضا میں شعاع سے متعلق نئی اطلاعات اور زمین کے مقناطیسی میدان کی پیمائش شامل ہیں۔ ان پیمائشوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بیرونی فضا میں زمین کا مقناطیسی میدان ایک ایسے انداز میں گھٹتا اور بڑھتا رہتا ہے جس کا آفتاب پر آنے والے طوفانوں سے قریبی تعلق ہو سکتا ہے۔ (باقی)

کانگو کی صورت حال پر غور کرنے کیلئے حفاظتی کونسل کا اجلاس

طاقت کے استعمال اور خونریزی کے بغیر کانگو میں اقوام متحدہ کی فوج کے داخلہ کا کوئی امکان نہیں (ہیمر شولڈ)

نیویارک ۸ اگست۔ کل رات اقوام متحدہ کی حفاظتی کونسل کا اجلاس منعقد ہونا تھا جس میں اقوام متحدہ کی فوج کو کانگو میں داخل کرنے کی اجازت دینے کے سوال پر بحث ہونا تھی۔ یہ اجلاس اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل ہیمر شولڈ کی درخواست پر طلب کیا گیا ہے۔ جو خود بھی اجلاس میں شریک ہونے کے لئے نیویارک پہنچ گئے ہیں۔

مسٹر ہیمر شولڈ نے لیوپولڈ ویلا (کانگو کا دارالحکومت) سے حفاظتی کونسل کے نام جو رپورٹ بھیجی ہے اس میں مرقوم ہے کہ اس امر کا کوئی امکان نہیں کہ اقوام متحدہ کی فوج طاقت کے استعمال اور خون خرابہ کے بغیر کاٹنگا میں داخل ہو سکے اس کی وجہ یہ ہے کہ کاٹنگا کی موجودہ حکومت اقوام متحدہ کی فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے کو تیار ہے۔ کاٹنگا میں زبردست فوجی تیاریاں ہو رہی ہیں اور قبائلی علاقوں میں اقوام متحدہ کے خلاف زبردست منافرت پھیلائی جا رہی ہے مسٹر ہیمر شولڈ نے درخواست کی ہے کہ اقوام متحدہ کو ایسے قاعدے بنانے چاہئیں۔ جن کی بناء پر اقوام متحدہ کی فوج مقامی حالات میں مداخلت کئے بغیر کاٹنگا میں داخل ہو سکے۔

بلجیم کی خبر ایجنسی کی اطلاع کے مطابق مسٹر ڈیمبا نے کل (کراچی؟) سے ٹیلیفون پر اپنی کابینہ کو اطلاع دی ہے کہ میں وطن واپس آنے کی بجائے حفاظتی کونسل کے اجلاس میں شرکت کرنے کے لئے نیویارک جانے والا ہوں، ادھر کاٹنگا کے وزیر مخزانہ نے کہا ہے کہ میں بھی نیویارک روانہ ہو رہا ہوں تاکہ حفاظتی کونسل میں کاٹنگا کے وفد کی قیادت کرسکوں۔

بی بی سی کے نمائندہ خصوصی نے نیویارک سے اطلاع دی ہے کہ کانگو کا سوال پیچیدگی پیدا کر رہا ہے۔ کیونکہ کانگو کی وجہ سے مشرقی اور مغربی ملکوں میں لحظہ بلحظہ تلخی بڑھ رہی ہے جس کے باعث اقوام متحدہ کی کارروائی کوئی خاص اثر پیدا نہیں کر رہی۔ اقوام متحدہ کا اجلاس بلانے کی غرض و غایت یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسٹر ہیمر شولڈ کو کانگو کے بارے میں وسیع اختیارات دیئے جائیں۔ لیکن چونکہ روس اور مغربی ملکوں کے اختلافات کی خلیج روز بروز وسیع تر ہوتی جا رہی ہے۔ لہٰذا خیال یہ ہے کہ روس حفاظتی کونسل میں پیش ہونے والی ہر قرارداد خاص طور پر ایسی قرارداد کے خلاف ویٹو استعمال کرے گا جس کا منشا مسٹر ہیمر شولڈ کے اختیارات میں اضافہ کرنا ہو۔ لیکن مغربی ممالک بھی مسٹر ہیمر شولڈ کے اختیارات بڑھانے کا تہیہ کر چکے ہیں انہوں نے اشارۃً کہہ دیا ہے کہ اگر روس نے حفاظتی کونسل میں حق استرداد (ویٹو) استعمال کیا تو وہ کانگو کا سلسلہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پیش کر دیں گے جہاں کسی ملک کو حق استرداد استعمال کرنے کا حق حاصل نہیں جنرل اسمبلی میں ہر قرارداد دو تہائی اکثریت سے منظور ہوتی ہے اور مغربی ملکوں کو توقع ہے کہ وہ اس ادارے کی منظوری حاصل کرنے کے لئے ضروری ووٹوں کا انتظام کرسکیں گے۔

"آبزرور" کی طرف سے بھارتی وزیر اعظم کے رویہ پر نکتہ چینی

لندن ۸ اگست بھارتی وزیر اعظم پنڈت نہرو نے ناگاؤں کے ساتھ جو سمجھوتہ کیا ہے اس پر لندن کے اخبار آبزرور نے سخت نکتہ چینی کی ہے اخبار نے لکھا ہے کہ کوئی ملک جب اس طرح کسی علاقے کو کئی سال کے لئے ساری دنیا پر بند کر دیتا ہے تو لازماً شک و شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اخبار نے کہا ہے "پنڈت نہرو نے ناگاؤں کے صدر مسٹر فیزو کے سنگین اور کھلے الزامات کو نظر انداز کر دیا ہے۔ مسٹر فیزو نے وسیع پیمانے پر قتل عام اور دوسرے مظالم کے الزامات عائد کئے ہیں۔ اور عالمی رائے عامہ کا اس طرف مبذول ہونا لازمی ہے۔"

ایک احمدی بچی کی نمایاں کامیابی

بی۔ایس سی کے امتحان میں یونیورسٹی بھر میں اول

اس سال پشاور یونیورسٹی کے بی ایس سی کے امتحان میں عزیزہ طاہرہ نسرین بنت مرزا نثار احمد صاحب فاروقی سپرنٹنڈنٹ دفتر انسپکٹر جیلخانہ جات پشاور (رول نمبر ۱۰۹ سٹوڈنٹ فرنٹیر کالج فار ویمن پشاور) نے ۴۳۰/۵۰۰ نمبر حاصل کر کے نہ صرف یونیورسٹی بھر میں اول پوزیشن حاصل کی بلکہ پرانے ریکارڈ کو توڑ کر نیا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ یہ سب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

واضح رہے کہ اس بچی نے سال ۵۶ء میں پشاور یونیورسٹی کے امتحان میٹرک میں تھرڈ اور پھر سال ۵۸ء میں ایف ایس سی (نان میڈیکل) میں سیکنڈ پوزیشن حاصل کی تھی۔ حضور پر نور اور بزرگان جماعت سے استدعا ہے کہ بچی کی صحت اور مزید کامیابیوں کے لئے دعا فرمائیں

(چراغ الدین مربی سلسلہ احمدیہ پشاور)

نوٹ:۔ مکرم مرزا نثار احمد صاحب نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے بطور اعانت الفضل ارسال فرمائے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء (مینیجر الفضل)

روس اور عراق میں نیا اقتصادی معاہدہ

بغداد ۸ اگست۔ انتہا پسند بائیں بازو کے اخبار "ابلاد" کی اطلاع کے مطابق عراق کابینہ روس کے ساتھ ایک اور اقتصادی معاہدے پر دستخط کرنے پر متفق ہو گئی ہے۔ گزشتہ سال میں روس نے عراق کو جو قرض دیا ہے اس کے علاوہ اس معاہدے کی رو سے عراق کو مزید اٹھارہ کروڑ روبل (قریباً ایک کروڑ اکسٹھ لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ) قرضہ مل سکے گا۔

مشرقی پاکستان کی ترقیاتی سکیموں کی منظوری

راولپنڈی ۸ اگست صدارتی کابینہ کی اقتصادی کمیٹی نے مشرقی پاکستان کی اقتصادی ترقی کے لئے بہت سی سکیمیں منظور کی ہیں۔

درخواست دعا

میرے خالہ زاد بھائی چوہدری خلیق اختر صاحب کی دو ماہ سے صحت خراب ہے۔ صحابہ کرام و دیگر احباب جماعت و بزرگان سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ میرے اس خالہ زاد بھائی کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں (چوہدری عزیز احمد باجوہ ربوہ)

دعا اور اس کے اثرات

(بقیہ صفحہ ۷)

اس کے اسمائے حسنیٰ پر ان کے ساتھ ہو کر غور و فکر کرتا ہے۔ قرآن پاک کو پڑھ کر سنتا سنتا۔ سمجھتا اور سمجھاتا ہے یا ان کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے۔

تو میں اس مجمع سے بہتر مجمع میں اسے یاد کرتا ہوں " "بہتر مجمع میں" یعنی مقربان بارگاہ کے مجمع اور فرشتوں کی محفل میں۔

اعانت الفضل

مکرم چوہدری محمد سعید صاحب ۵/۹ اسلام آباد حیدر آباد کی بچی بشریٰ سعید امسال بی۔ایس سی کے امتحان میں کامیاب ہوئی ہیں۔ اس خوشی میں مکرم چوہدری صاحب موصوف نے مبلغ دس روپے بطور اعانت الفضل ارسال کئے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ موصوفہ کی اس کامیابی کو آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین (مینیجر الفضل)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴